



ہندوستانی اور پاکستانی شرکاء  
 نئی دہلی میں سیڈس آف پیس  
 پروگرام میں اگلی صف میں بائیں  
 سے: حذیفہ فرنیچر والا، عنیق  
 چیمہ، شیمام کھاڈیا، سید عبداللہ  
 اور پری ناز وکیل۔ پچھلی صف  
 میں بائیں سے: ثنا ذوالفقار، مہک  
 منصور، فریانا پردی والا، قاسم  
 اسلم اور سارنیا گھوش۔



صحت ہوشنگ

## امن کے پودوں کی آبیاری

ہم

تاریخ کی غلط بیانیوں اور نسل در نسل چلنے والی زبانی روایتوں کو درست کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ تاریخ کی غلط بیانیوں نے جن تنازعات کو جنم دیا ہے انہوں نے ہمیں جھلسا کر رکھ دیا ہے۔ متنازعہ سچائیوں میں حقیقت کی تلاش ہی ہمارا مشن ہے۔“ کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی لاہور کی تھریڈ ایر کی طالبہ مہک منصور کی یہ باتیں سننے میں کافی شاندار لگتی ہیں۔ لیکن یہی وہ اہم کام ہے جو نیویارک میں قائم ایک غیر منافع بخش تنظیم ”سیڈس آف پیس“ ۱۹۹۳ میں اپنے قیام کے وقت سے مسلسل کر رہی ہے۔

پاکستان سے آئے ہوئے سیڈس آف پیس کے پانچ رکنی وفد میں شامل ۲۱ سالہ مہک

انجم نعیم

نیویارک میں قائم ایک غیر منافع بخش تنظیم جو تنازعات والے خطوں کے نوجوانوں کے درمیان ایک ساتھ رہنے کا جذبہ پیدا کرتی ہے۔



پڑھائی جاتی ہے وہ ایک دوسرے کے سلسلے میں منافرت پیدا کرتی ہے۔ کہاں ہم غلط ہیں کہاں وہ غلط ہیں اس میں صحیح بہت ضروری ہے۔“ دہلی میں سیڈس آف پیس کے اس پروگرام میں خصوصی توجہ تاریخ کی درستی کے لئے بنائے گئے پروجیکٹ کو دی گئی جس میں بقول حذیفہ ”اب تک کافی امید افزا صورت حال سامنے آئی ہے۔“ این سی ای آر ٹی، نئی دہلی کے ڈائریکٹر کرشنا کمار ماہر تعلیمات انٹل سٹیجی اور یونیورسٹی آف دہلی میں ریڈ اور ڈی اور سائڈ آف سائنس: واکس فرام دی پارٹیشن آف انڈیا جیسی تقسیم ہندوستان کے وقت کی تباہی پر لکھی گئی کتاب کی مصنفہ اروشی بونالیہ کے ساتھ ہسٹری پروجیکٹ پر ان ہند پاک سیڈس کی ورکنگ نشستیں رہیں جن میں خاص طور پر دونوں ملکوں میں لکھی گئی تاریخ کی نصابی کتابوں کا موازنہ کر کے ان مقامات کی نشاندہی کی گئی جہاں کثیر رخی سچائیوں میں یکسانیت پیدا کی جاسکتی ہے اور تاریخ کا حقیقی رخ پیش کیا جاسکتا ہے۔ اس ورکشاپ کا موضوع تھا ”ہندوستان اور پاکستان میں تاریخ کیسے پڑھائی جاتی ہے؟“ ساؤتھ ایشیا کی تاریخ اور تاریخ کا نسائی نقطہ نظر۔“

اس ورکشاپ کے علاوہ ان کے پروگرام میں دہلی کے مشہور مذہبی تاریخی مقامات پر حاضری اور کچھ دانشوروں سے ملاقات شامل تھی۔ لاہور کی شاذ و الفکار کہتی ہیں کہ ”حضرت نظام الدین اولیا کے مزار پر جانا میرے لئے کوئی انجان سی بات نہیں تھی، انجان بات یہ تھی کہ ممبئی کی فریانا پردی والا ہمارے ساتھ تھی اور احساس تقدس اور احترام مقام اس کے چہرے سے عیاں تھا۔“

ہندوستان میں سیڈس آف پیس کا کام امریکن قونسل خانے کے تعاون سے ہوتا ہے۔ مقامی سیڈس آف پیس کا دفتر مقامی امریکن قونسل خانے کے تعاون سے ماہرین تعلیم کیونٹی لیڈرس اور کونسلر نمائندوں کی ایک کمیٹی تشکیل دیتا ہے جو تجزیاتی مضامین کے مقابلوں اور انٹرویو کے بعد پروگرام میں شریک ہونے والوں کا انتخاب کرتی ہے۔ بعض ممالک میں پہلے سال کے کیمپ کے شرکاء کو وہاں کی وزارت تعلیم منتخب کرتی ہے۔

ہر سال مین کے اوٹس فیلڈ کی خوبصورت جمیل کے کنارے تین ہفتے کا ایک انٹرنیشنل کیمپ منعقد ہوتا ہے جس میں تقریباً ۵۰۰۰ افغانی، امریکی، مصری، ہندوستانی، اسرائیلی، اردنی، پاکستانی اور فلسطینی شرکاء کو خوش آمدید کہا جاتا ہے۔ یہ جوں سال ایک ساتھ رہتے ہیں کھاتے ہیں اور ایک ساتھ کھیلتے ہیں۔ ہر دن ایک ہم وجودیشن ہوتا ہے جس کی قیادت مشاق منتظم کار کرتے ہیں جس میں یہ سیڈس اپنے پر تازہ مسائل پر گفتگو کرتے ہیں، اپنے تکلیف دہ احساسات اور تجربات ایک دوسرے کو بانٹتے ہیں اور اپنے اختلافات کی تفہیم کی کوشش کرتے ہیں۔ اس سیشن کا مقصد ہوتا ہے کہ سیڈس کو اپنی بات متاثر کن انداز میں کہنے کا سلیقہ آئے اور مسئلہ کے اس تناظر کو سمجھنے کی کوشش کی جائے جس سے بہت سے دوسرے نابلد ہیں۔

”ہم تو اس لئے زندہ ہیں کہ ہم اپنی آستین اوپر کریں اور اپنے ہاتھ

اور بلقان کے ۳۰۰۰ جوں سالوں کی انگلوں کا مرکز ہے۔

یو ایس انٹیل ڈپارٹمنٹ کے تعاون سے ۲۰۰۱ میں ہندوستانی اور پاکستانی نوجوانوں پر مشتمل ساؤتھ ایشیا پروگرام کی شروعات ہوئی۔ مختلف معاشی اور مذہبی تناظر سے تعلق رکھنے والے نوجوان امریکہ کے ناتھ ایسٹرن انٹیل مین میں پہلے سالانہ سیڈس آف پیس انٹرنیشنل کیمپ میں ایک دوسرے سے ملے۔ اس کے بعد انٹرنیٹ کے ذریعہ ان کے رابطے بحال ہوئے، دونوں ملکوں میں ایکٹو سیریز برمنگھم کی گیس ان میں ملاقاتیں ہوئیں، پھر سرحدوں کے آر پار آنے جانے کا پروگرام بنا اور وہاں کے کانفرنسوں اور ورکشاپ میں ایک دوسرے کے آگے سامنے آئے اور اس پر مکالمہ ہوا کہ کس طرح ہم اپنے اپنے لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب لاسکتے ہیں اور باہمی افہام و تفہیم کی راہیں تلاش کر سکتے ہیں۔

اس کیمپ میں ہندوستانی وفد میں شریک ممبئی کے ڈی وائی پائل کالج آف انجینئرنگ کے طالب علم حذیفہ فرنیچر والا کہتے ہیں کہ ”ہندوستان اور پاکستان کے درمیان کئی جنگیں ہو چکی ہیں اور عام طور پر دونوں ملکوں کے لوگ ایک دوسرے کے تئیں ایک ہوسٹائل رویہ رکھتے ہیں اور اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ دونوں ملکوں میں جو تاریخ

منصور جولائی میں دہلی میں اپنے چھ ہندوستانی سیڈس کے ساتھ ”ہندوستان اور پاکستان میں تاریخ کیسے پڑھائی جاتی ہے؟ ساؤتھ ایشیا کی تاریخ اور تاریخ کا نسائی نقطہ نظر۔“ کے عنوان پر منعقد ایک ورکشاپ میں شریک تھیں۔ ”سیڈس آف پیس“ ایک غیر سیاسی، غیر منافع بخش خود مختار آرگنائزیشن ہے جس کی بنیاد ۱۹۹۳ میں امریکی صحافی جان ووگ نے اپنے دوستوں کے مالی تعاون سے ڈالی تھی۔ وہ چاہتے تھے کہ سیاسی تنازعات کے شکار متحرک نوجوانوں کو سرکیمپ کے انداز کے ایک کیمپ میں جمع کیا جائے اور انہیں ایک ساتھ رہنے، ایک دوسرے کو سمجھنے اور ایک دوسرے سے براہ راست مکالمہ کرنے کا موقع فراہم کیا جائے تاکہ آپسی غلط فہمیوں کو دور کیا جاسکے۔ ۳۶ اسرائیلی، فلسطینی اور مصری نوجوانوں سے شروع ہونے والا اینیٹ ورک آج مشرق وسطیٰ ساؤتھ ایشیا سائپرس

### مزید معلومات کے لئے:

سیڈس آف پیس

<http://www.seedsolpeace.org/>

جان ووگ

[http://www.myhero.com/myhero/hero.asp?hero=seeds\\_of\\_peace](http://www.myhero.com/myhero/hero.asp?hero=seeds_of_peace)



دائیں: لاہور کے عنیق چیمبا اور ثنا ذوالفقار۔  
دور دائیں: ممبئی کی ہری ناز وکیل اپنی خیالات کا اظہار کرتی ہوئیں۔

ہیں تو ہم لوگوں کی اکثریت میں امید کا چراغ روشن کریں گے۔ ہمیں دنیا میں انصاف کے قیام کے لئے کمر بستہ ہو جانا چاہئے۔“

واشنگٹن ڈی سی کی ایک ڈنر پارٹی میں جس میں اسرائیلی، مصری اور فلسطینی قائدین موجود تھے دو ملک نے کھڑے ہو کر ان سے پوچھا کہ کیا وہ اپنے اپنے ملکوں سے مجھے مین کے کیپ میں لے جانے کے لئے ۱۵-۱۵ نوجوان کارکن مہیا کرائیں گے۔ اصل مقصد یہ تھا کہ ان کے دلوں سے باہمی مکالمے کے ذریعہ خوف، عدم اعتمادی اور ایک دوسرے کے سلسلے کی فلفلی کو نکال باہر کیا جائے۔ دوسرے دن دو ملک نے ایک نیوز کانفرنس میں اعلان کیا کہ تینوں ملکوں نے اپنی اپنی رضامندی دیدی ہے۔

ستمبر ۱۹۹۳ میں واشنگٹن میں وائٹ ہاؤس لان میں صدر بل کلنٹن کی کوششوں سے اسرائیلی وزیر اعظم ایتسح رابن اور فلسطینی قائد یاسر عرفات کے درمیان جب اوسلو معاہدے پر رضامندی کے بعد دستخط ہوئے تو اس تاریخی منظر کے شاہد ”سیڈس آف چین“ کے پیپل کیپ میں شریک ہونے والے ۳۸ نوجوان بھی تھے۔

سیڈس آف چین کو ابتدائی دنوں میں دو ملک کے دوستوں کا مالی تعاون حاصل تھا لیکن جیسے جیسے کام میں اضافہ ہوتا گیا اور کام کی مقبولیت بڑھتی گئی ویسے ویسے معاونوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔ یو ایس اسٹیٹ ڈپارٹمنٹ نے ساؤتھ ایشیا پروگرام کے لئے اپنا تعاون پیش کیا تو یو ایس ایڈ نے بڑھ کر ٹڈل ایٹ پروگرام کے ایک بڑے حصے کے لئے فنڈ پیش کیا۔ اس کے علاوہ سیڈس آف چین کو کئی فاؤنڈیشن، کارپوریشن اور افراد کا مسلسل تعاون ملتا رہا ہے۔ امریکن ماہر بشریات کیتھرین ڈبلیو ڈیوئس ڈی ایڈمنڈ جے سافرا فاؤنڈیشن، کارلسن ویکٹوریٹ ٹریول ایگنس موبائل کارپوریشن اور ٹول برادرز کمپنی مستقل معاونوں میں شامل ہیں۔ ۲۰۰۲ میں جون دو ملک کا انتقال ہو گیا اور اس وقت تنظیم کی قیادت

آلودہ کریں تاکہ اس اصل دنیا میں اصل امن قائم ہو سکے۔ حالانکہ یہ کام اتنا آسان نہیں ہے۔ ہم ایک پودا لگا کر اسے امن نہیں کہہ سکتے، ہم ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر نغمہ سراہی کریں، ہم اسے بھی امن نہیں کہہ سکتے۔“ ۲۰۰۲ میں سیڈس آف چین کے لئے نیو یارک میں انٹرنیشنل اڈووکیٹ فار چین ایوارڈ وصول کرتے ہوئے دو ملک نے یہ بات کہی تھی۔ انہوں نے کہا ”ہم خوب جانتے ہیں کہ امن قائم کرنا بہت مشکل کام ہے اور یہ بھی کہ امن قائم کرنے کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ زندگی گزارنا امر مطلوب ہے۔ اس کے لئے کوئی ضروری نہیں کہ ایک دوسرے کو پسند بھی کیا جائے لیکن اس پر تو اتفاق ہونا ضروری ہے کہ ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ زندگی گزارنی ہی ہے۔“

سیڈس انٹرنیشنل کیپ کے بعد ہوم اسٹے پروگرام کے تحت ایک ہفتے کے لئے ایک دوسرے کے ملک کا دورہ کرتے ہیں۔ یہ پروگرام انہیں ایک دوسرے کے اہل خاندان اور ان کے دوستوں سے ملنے چلنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ رچنا سندھ، ممبئی کے ڈپارٹمنٹ آف فائن آرٹس کی طالبہ اور ہندوستانی وفد کی اولین رکن ۲۱ سالہ تھو جھاویری کہتی ہیں کہ ”پہلی دفعہ ۲۰۰۵ میں جب میں ایک ہفتے کے ایک کیپ میں شرکت کی غرض سے پاکستان گئی تھی تو میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ پاکستانی لڑکیوں کے بارے میں میرے خیالات اتنے غلط بھی ہو سکتے ہیں۔“ جھاویری سمجھتی تھیں کہ ایک دنیاوی معاشرہ جہاں عورتیں کا بک نما برقعے میں بننا لیتی ہوگی اور کون سنتا ہوگا ان کی آواز۔ ”لیکن وہ نہ صرف اسی دنیا کی نظر آئیں بلکہ وہ تو بالکل مجھ جیسی تھیں۔ ان کی آواز اور واہ دووں مجھے اپنی لگتی۔“ جھاویری کہتی ہیں کہ ”دوری ہی خلیج بن گئی تھی۔ ہم تو ایک دوسرے کی شکل ہی نہیں پہچان پارہے تھے۔ تصویر تو منفی بنتی ہی تھی۔“ بقول ان کے ”سیڈس آف چین نے ہمیں رفاقت کی طاقت سے روشناس کرایا جو کہ فکر کے تصادم میں تبدیلی لاتی ہے۔“

سیڈس آف چین کا خیال دو ملک کے دماغ میں ۱۹۹۳ میں ہوئے نیو یارک کے ورلڈ ٹریڈ سینٹر میں دہشت گردوں کے ذریعہ بم مارنے کے واقعہ کے بعد آیا۔ ”میں اس وقت صحافت کے پیشے سے وابستہ تھا اور یہ فروری ۱۹۹۳ کی بات ہے، میں نے خود سے ایک بہت عام سا سوال کیا: یہ دہشت گرد آخر کیا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ اور اس کا جواب بہت آسان تھا۔ وہ دراصل ایک خوف پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔“ دو ملک نے نیو یارک میں کی گئی اپنی ایک تقریر میں کہا۔ ”کیا ہمارے پاس ایسی کوئی چیز ہے جس سے ہم اس کا مقابلہ کر سکتے ہیں؟ مجھے احساس ہوا کہ ہمیں کچھ ایسی چیز سامنے لانی چاہئے جو امید پیدا کرنے والی ہو۔ اگر دہشت گرد خوف پیدا کرنے کی کوشش کر رہے

ایکویٹیو نیوڈائزنگ لیسلی لیوین کے ہاتھوں میں ہے اور نیو یارک کو مرکز بنا کر کام کرنے والے اس ادارے کے اس وقت عمان، قاہرہ، غزہ، بیروت، کابل، لاہور، ممبئی، رملہ، تل ابیب اور واشنگٹن میں دفاتر موجود ہیں۔

اپنے انٹرنیشنل پروگرام کے علاوہ سیڈس آف چین کچھ مقامی پروگرام بھی چلاتی ہے جسے مین سیڈس کہتے ہیں اور وہ دراصل مین میں رہنے والی نسلی اور قومی اکائیوں کے درمیان موجود تفرقوں کو دور کرنے اور امریکن اور عرب نوجوانوں کے درمیان ثقافتی تبادلہ پروگرام کا انعقاد کرنے میں مصروف رہتی ہے۔ لیکن اصل میں اس کی خصوصی توجہ روایتی علاقہ جات تنازعات کے درمیان موجود خلیج کو پر کرنے پر ہی مرکوز ہوتی ہے۔

شاہد ذوالفقار کہتی ہیں کہ ”جب میں فریاند کے ساتھ حضرت نظام الدین اولیاء کے مزار کی باہلی کے پاس سے گزر رہی تھی تو مجھے اسرائیلی سید مایان کا وہ مشہور جملہ یاد آ رہا تھا جسے میں ہمیشہ طلوع آفتاب سے پہلے کی سپیدی سحر کہتی ہوں: ”ہمارے اسکول میں اساتذہ اکثر ہم سے پوچھتے ہیں کہ جب کسی کی زبان سے لفظ فلسطینی نکلتا ہے تو تمہارے ذہن میں اس کی کیا تصویر بنتی ہے۔ کچھ کہتے ہیں دہشت گرد، کچھ کہتے ہیں ایک بڑوسی لیکن میں تو دیکھتی ہوں صرف ایک دوست۔“



**مقصد یہ ہوتا ہے کہ سیڈس کو اپنی بات متاثر کن انداز میں کہنے کا سلیقہ آجائے اور مسائل کے اس تناظر کو سمجھنے کی کوشش کی جائے جس سے بہت سے دوسرے نابلد ہیں۔**